وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝٨

لے گا۔[1] (۷)
اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔[2] (۸)

سُوۡرَةُ العَادِيَات

سورۂ عادیات مکی ہے اور اس میں گیارہ آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالۡعٰدِيٰتِ ضَبۡحًا ۝١

ہانپتے ہوئے دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم![3] (۱)

فَالۡمُوۡرِيٰتِ قَدۡحًا ۝٢

پھر ٹاپ مار کر آگ جھاڑنے والوں کی قسم![4] (۲)

فَالۡمُغِيۡرٰتِ صُبۡحًا ۝٣

پھر صبح کے وقت دھاوا بولنے والوں کی قسم[5] (۳)

---

(۱) پس وہ اس سے خوش ہو گا۔

(۲) وہ اس پر سخت پشیمان اور مضطرب ہو گا۔ ذَرَّةٍ بعض کے نزدیک چیونٹی سے بھی چھوٹی چیز ہے۔ بعض اہل لغت کہتے ہیں' انسان زمین پر ہاتھ مارتا ہے' اس سے اس کے ہاتھ پر جو مٹی لگ جاتی ہے' وہ ذرہ ہے۔ بعض کے نزدیک سوراخ سے آنے والی سورج کی شعاعوں میں گردو غبار کے جو ذرات سے نظر آتے ہیں' وہ ذرہ ہے۔ لیکن امام شوکانی نے پہلے معنی کو اولیٰ کہا ہے۔ امام مقاتل کہتے ہیں کہ یہ سورت ان دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جن میں سے ایک شخص' سائل کو تھوڑا سا صدقہ دینے میں تامل کرتا اور دوسرا شخص چھوٹا گناہ کرنے میں کوئی خوف محسوس نہ کرتا تھا۔ (فتح القدیر)

(۳) عَادِيَاتٌ ' عَادِيَةٌ کی جمع ہے۔ یہ عَدُوٌّ سے ہے جیسے غَزْوٌ ہے۔ غَازِيَاتٌ کی طرح اس کے واوٴ کو بھی یا سے بدل دیا گیا ہے۔ تیز رو گھوڑے۔ ضَبْحٌ کے معنی بعض کے نزدیک ہانپنا اور بعض کے نزدیک ہنہنانا ہے۔ مراد وہ گھوڑے ہیں جو ہانپتے یا ہنہناتے ہوئے جہاد میں تیزی سے دشمن کی طرف دوڑتے ہیں۔

(۴) مُوْرِيَاتٌ، إِيْرَاءٌ سے ہے۔ آگ نکالنے والے۔ قَدْحٌ کے معنی ہیں۔ صَكٌّ چلنے میں گھٹنوں یا ایڑیوں کا ٹکرانا' یا ٹاپ مارنا۔ اسی سے قَدْحٌ بِالزِّنَادِ ہے۔ چقماق سے آگ نکالنا۔ یعنی ان گھوڑوں کی قسم جن کی ٹاپوں کی رگڑ سے پتھروں سے آگ نکلتی ہے' جیسے چقماق سے نکلتی ہے۔

(۵) مُغِيرَاتٌ، أَغَارَ يُغِيرُ سے ہے' شب خون مارنے یا دھاوا بولنے والے۔ صُبْحًا صبح کے وقت' عرب میں عام طور پر حملہ اسی وقت کیا جاتا تھا' شب خون تو وہ مارتے ہیں جو فوجی گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں' لیکن اس کی نسبت گھوڑوں کی

فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ﴿٤﴾
پس اس وقت گرد و غبار اڑاتے ہیں۔[1] (۴)

فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ﴿٥﴾
پھر اسی کے ساتھ فوجوں کے درمیان گھس جاتے ہیں۔[2] (۵)

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ﴿٦﴾
یقیناً انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔[3] (۶)

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ﴿٧﴾
اور یقیناً وہ خود بھی اس پر گواہ ہے۔[4] (۷)

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ﴿٨﴾
یہ مال کی محبت میں بھی بڑا سخت ہے۔[5] (۸)

اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ﴿٩﴾
کیا اسے وہ وقت معلوم نہیں جب قبروں میں جو (کچھ) ہے نکال لیا جائے گا۔[6] (۹)

وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ﴿١٠﴾
اور سینوں کی پوشیدہ باتیں ظاہر کر دی جائیں گی۔[7] (۱۰)

اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ﴿١١﴾
بیشک ان کا رب اس دن ان کے حال سے پورا باخبر ہو گا۔[8] (۱۱)

طرف اس لیے کی ہے کہ دھاوا بولنے میں فوجیوں کے یہ بہت زیادہ کام آتے ہیں۔

(۱) أَثَارَ، اڑانا۔ نَقْعٌ، گرد و غبار۔ یعنی یہ گھوڑے جس وقت تیزی سے دوڑتے یا دھاوا بولتے ہیں تو اس جگہ پر گرد و غبار چھا جاتا ہے۔

(۲) فَوَسَطْنَ، درمیان میں گھس جاتے ہیں۔ اس وقت، یا حالت گرد و غبار میں۔ جَمْعًا دشمن کے لشکر۔ مطلب ہے کہ اس وقت، یا جب کہ فضا گرد و غبار سے اٹی ہوئی ہے، یہ گھوڑے دشمن کے لشکروں میں گھس جاتے ہیں اور گھمسان کی جنگ کرتے ہیں۔

(۳) یہ جواب قسم ہے۔ انسان سے مراد کافر، یعنی بعض افراد ہیں۔ کَنُوْدٌ بمعنی کَفُوْرٌ، ناشکرا۔

(۴) یعنی انسان خود بھی اپنی ناشکری کی گواہی دیتا ہے۔ بعض لَشَهِيْدٌ کا فاعل اللہ کو قرار دیتے ہیں۔ لیکن امام شوکانی نے پہلے مفہوم کو راجح قرار دیا ہے، کیوں کہ مابعد کی آیات میں ضمیر کا مرجع انسان ہی ہے۔ اس لیے یہاں بھی انسان ہی ہونا زیادہ صحیح ہے۔

(۵) خَيْرٌ سے مراد مال ہے، جیسے ﴿اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ﴾ (البقرة، ۱۸۰) میں ہے معنی واضح ہیں۔ ایک دوسرا مفہوم یہ ہے کہ نہایت حریص اور بخیل ہے جو مال کی شدید محبت کا لازمی نتیجہ ہے۔

(۶) بُعْثِرَ، نُثِرَ وَبُعِثَ یعنی قبروں کے مردوں کو زندہ کر کے اٹھا کھڑا کر دیا جائے گا۔

(۷) حُصِّلَ، مُيِّزَ وَبُيِّنَ یعنی سینوں کی باتوں کو ظاہر اور کھول دیا جائے گا۔

(۸) یعنی جو رب ان کو قبروں سے نکال لے گا، ان کے سینوں کے رازوں کو ظاہر کر دے گا، اس کے متعلق ہر شخص